اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ

کی عظیم دعا، رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی برکات

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵/ اپریل ۱۹۹۱ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

رمضان المبارک اپنے آخری مراحل میں داخل ہو رہا ہے اور آج رات سے وہ عشرہ شروع ہوگا جس عشرہ میں ایسی مبارک گھڑیاں بھی آتی ہیں جب خدا تعالیٰ کے فضل سے قبولیت خود آسمان سے نیچے اترتی ہے اور دعاؤں کو دلوں سے اٹھاتی ہے اور ایک ایسی رات بھی آنے والی ہے جسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے جس کے متعلق فرمایا کہ وہ ساری عمر کی تمام راتوں سے بہتر رات ہے اگر اس کی برکتیں نصیب ہو جائیں تو انسان کی زندگی بن جائے۔ پس یہ وہ دن ہیں جو خاص دعاؤں کے دن ہیں خاص محنت کے دن ہیں۔ یہ وہ راتیں ہیں جن راتوں کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ اس طرح زندہ کر دیا کرتے تھے۔ اس طرح روشن کر دیا کرتے تھے کہ دنوں کی روشنی سے ان کی روشنی بڑھ جاتی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتاتی ہیں کہ آنحضور ﷺ جو ہمیشہ عبادت پر مستعد رہتے ہیں ان راتوں میں تو یوں لگتا تھا کہ کمر کس لی ہے اور ایسے مستعد ہو گئے گویا آرام کو بھول گئے۔ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ بعض مواقع پر اللہ تعالیٰ نے خود آپ کو سہولت کی نصیحت فرمائی اور فرمایا کہ اتنی محنت نہ کر، اسے کچھ کم کر دے۔ پس یہ وہ عشرہ ہے جو بہت سی برکتیں لے کر آنے والا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے زیادہ سے زیادہ بندوں کو اس عشرے کی برکتوں سے

نوازے اور ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کی نظر میں ان برکتوں کے مستحق ٹھہریں۔

بہت سے کمزور ہیں جو اس عشرے میں جاگ اٹھتے ہیں جو سارا سال غفلت میں پڑے سوئے رہتے ہیں ان کے لئے بھی ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ ان کی آنکھ ایسی روشنی میں کھلے کہ پھر انہیں ہمیشہ کے لئے روشنی سے محبت ہو جائے اور سوائے مجبوری کے پھر وہ آنکھیں بند کرنے والے نہ ہوں ایسے بھی لوگ ہیں جو اس عشرے سے ڈرتے ہیں اور خوف کھاتے ہیں کہ شاید ہم اس کا حق نہ ادا کر سکے ہوں۔ ایسے بھی ہیں جو روزے نہیں رکھ سکتے اپنی کمزوریوں کی وجہ سے اور وہ سمجھتے ہیں کہ خدا کی سب خلقت اس کی رحمتیں لُوٹ رہی ہے اور ہم محروم ہوئے بیٹھے ہیں۔ اگر چہ قرآن کریم میں ان کے لئے یہ خوشخبری ہے کہ تم پر کوئی حرج نہیں۔ تمہارا کوئی جرم نہیں اور خدا تعالیٰ تم سے مغفرت کا سلوک فرمائے گا۔ مگر دلوں کا کیا علاج کہ وہ اپنے آپ کو محروم سمجھتے اور اس محرومی میں جلتے ہیں ان کے لئے بھی ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی سکینت کے سامان فرمائے اور ان کی محرومیوں کو عنایات میں تبدیل فرمادے اور ان کی دعاؤں کو جس حال میں بھی وہ ہیں اس حال میں سنے۔ ایسے بھی ہوں گے جو اٹھ نہیں سکتے۔ جو کھڑے ہو کر عبادت ادا نہیں کر سکتے۔ ایسے بھی ہیں اور ہوں گے جو بیٹھ بھی نہیں سکتے اور مجبور بستروں پر پڑے رہتے ہیں ایسے بھی ہوں گے جو کروٹ تک نہیں بدل سکتے ایسے بھی ہوں گے جو لب تک نہیں ہلا سکتے۔ پس ان سب مجبوروں کو بھی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مجبوریوں اور بے بسیوں پر رحمت کی نظر فرمائے اور ان کے دلوں سے وہ دعائیں اٹھائے جن کا میں نے ذکر کیا ہے کہ بسا اوقات اس عشرے میں خدا کی قبولیت آسمان سے زمین پر اترتی ہے اور دلوں سے دعاؤں کو اٹھا کر عرش تک پہنچا دیتی ہے۔

اس خاص عشرے کے دوران یہ حسن اتفاق ہے یا اللہ تعالیٰ کا تصرف ہے کہ وہ مضمون بھی اپنے آخری مراحل میں داخل ہو رہا ہے جو میں گزشتہ کچھ عرصے سے سورۂ فاتحہ سے متعلق بیان کر رہا ہوں اور ان دونوں باتوں کا انطباق ہو چکا ہے۔ پس آج کے مضمون میں میں اس حصے کی طرف احباب جماعت کو متوجہ کروں گا۔ پہلے بھی میں مختصراً ذکر کر چکا ہوں لیکن اب زیادہ تفصیل سے متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۙ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہتے ہیں تو ہم کیا دعا مانگتے ہیں اور ہمیں کیا دعا مانگنی چاہئے۔ یہ ہے تو ایک دعا لیکن ایک ایسے برتن کی طرح ہے

جسے ہم نے اپنے جذبات اور اپنی امنگوں سے بھرنا ہے اور اپنے خیالات اس میں ڈال کر ان خیالات کو دعاؤں میں تبدیل کرنا ہے۔

اس ضمن میں یاد رکھنا چاہئے کہ جب ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تو اس دعا کے دو رخ ہیں۔ایک پہلے کی طرف اور ایک بعد کی طرف۔ پہلے رخ کے لحاظ سے ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اے خدا جس کا حسن سورۂ فاتحہ نے ہم پر ظاہر فرمایا ہے جس نے ہم کو چکا چوند کر دیا ہے، ہماری نظروں کو چکا چوند کر دیا ہے اور ہمارے دل میں عشق کا شعلہ بھڑکا دیا ہے ہم تیری عبادت کرنا چاہتے ہیں اور صرف تیری عبادت کرنا چاہتے ہیں لیکن تیری مدد کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے پس وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ہم تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں کہ عبادت کا حق ادا کریں اور عبادت کے سب فیض پانے کے لئے بھی تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ یہ رخ تو پہلے کی طرف ہے۔

سورۂ فاتحہ کا اعجاز ہے کہ اس نے اس دعا کو ایسے مرکز میں رکھا کہ دونوں طرف برابر چسپاں ہوتی ہے۔آئندہ کے لئے اس دعا کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ اے خدا! ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور اس معاملے میں تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ہمیں سیدھے راستے پر چلا کیونکہ اس راستے پر چلنا تیری مدد کے بغیر ممکن نہیں ہے۔اس پہلو سے جب ہم اس مضمون کا مزید مطالعہ کریں گے تو یہ حقیقت ہم پر اور زیادہ واضح ہو جائے گا کہ اس دعا کی مدد کے بغیر الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ پر چلنا ہرگز انسان کے بس کی بات نہیں۔ پس ہم کیا دعا کرتے ہیں؟ اس پہلو سے میں آپ کو کچھ مزید باتیں قرآن کریم کے مطالعہ کی روشنی میں سمجھانا چاہتا ہوں۔ یہ کہنا تو بہت آسان ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ نعمتیں مانگی جا رہی ہیں اور اس میں کونسی مشکل بات ہے لیکن جو مشکل بات ہے وہ یہ ہے کہ نعمتیں نہیں مانگی جا رہیں بلکہ نعمتیں حاصل کرنے والوں کا راستہ مانگا جا رہا ہے اس لئے یہ غلط فہمی دل سے نکال دیں کہ گویا یہ دعا ہے کہ اے اللہ! ہماری جھولی میں ساری نعمتیں ڈال دے یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی دعا کرے کہ اے خدا! میں تو ہاتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھا رہوں گا تو میری جھولی میں ہر قسم کے پھل ڈال دے۔ یہ تو بہت آسان دعا ہے مگر جو دعا سکھائی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اے خدا! میں پھل چاہتا ہوں لیکن اس طرح جس طرح تیرے محنت کرنے والے بندوں نے پھل حاصل کئے اس طرح پھل

چاہتا ہوں جس طرح باغبان نے لمبے عرصے تک محنتیں کیں، گٹھلیاں زمین میں گاڑھیں، ان کے اردگرد زمین کی نلائی کی، اسے نرم کیا اور ہر قسم کی ضرورت پوری کی۔ جب راتوں کو اٹھنا پڑا تو راتوں کو اٹھا، جب چلچلاتی دھوپ میں پودوں کی حفاظت کے لئے جانا پڑا تو چلچلاتی دھوپ میں ان کی حفاظت کے لئے گیا، جب پانی کی ضرورت پڑی تو پانی سے ان کو سیراب کیا غرضیکہ لمبا عرصہ محنت کرتا چلا گیا۔ ہر قسم کے جانوروں سے حفاظت کی، ہر قسم کے چوروں اُچکوں سے ان کی حفاظت کی۔ اپنے بچوں کی طرح انہیں پالا پوسا یہاں تک کہ وہ درخت تیری رحمت کے سائے تلے بڑے ہوئے اور پھر اس تمام عرصہ میں وہ تجھ سے دعائیں کرتا رہا کہ اے خدا! اس درخت کو آسمانی آفات سے بھی بچا۔ محنت تو میں نے کی لیکن پھل لانا تیرا کام ہے، تو اب ان درختوں کو ثمر دار فرما دے۔ پھر اس کی دعائیں مقبول ہوئیں اور پھر کثرت سے ان درختوں کو پھل لگے اے خدا! مجھے ان زمینداروں کا رستہ دکھا اور ان زمینداروں کے رستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

اب اس دعا کو آپ سارے زمیندارے کے مضمون پر پھیلا کے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ بہت ہی مشقتوں کی دعا مانگ رہے ہیں۔ آپ یہ سوچ کر حیران ہوں گے کہ آپ نرم سے منہ سے مانگ بیٹھے ہیں۔ اس صورتحال پر تو وہی شعر صادق آتا ہے کہ

؎ الا یا ایھا الساقی ادر کاسًا وناولھا
کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکل ہا

کہ اے ساقی! پیالے کو چکر میں لا۔ پیالے کا دور چلا اور مے گساروں کے ہاتھوں تک پہنچا دے۔ کیوں اس کی ضرورت پیش آئی؟ اس لئے کہ ہم شروع میں یہ سمجھتے تھے کہ عشق آسان ہے، ہم عشق کو عیش سمجھتے تھے، ہم سمجھتے تھے کہ عشق لڑائیں گے اور مزے اڑائیں گے۔ ولے افتاد مشکل ہا، اب عشق آن پڑا ہے تو مصیبت آپڑی ہے۔ اب سمجھ آئی ہے کہ عشق ہوتا کیا ہے اور اس کے لوازمات کیا ہیں۔ پس یہ دعا مانگنا تو آسان ہے کہ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ لیکن جب ان رستوں پر چلنے کی کوشش کریں گے اور اس دعا کے مفہوم کو پوری طرح سمجھیں گے تب سمجھ آئے گی کہ خدا سے کیا مانگ بیٹھے ہیں لیکن دنیا کے معشوقوں کی طرح کا یہ معشوق نہیں یہ حقیقی معشوق، مجازی معشوقوں سے بالکل مختلف ہے۔ وہ تو اپنے عشاق کی مدد نہیں

کرتے لیکن یہ معشوق ہر آن اپنے عشاق کی مدد کے لئے مستعد کھڑا رہتا ہے۔ وہ ان کے دل کی پکار پر کان دھرتا ہے اور ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتا ہے کہ کب میرا عاشق مجھے مدد کے لئے پکارے تو میں دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھوں۔ جب وہ سوال کرتا ہے تو اس کو جواب دیتا ہے کہ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ (البقرہ:۱۸۷) اے میرے بے قرار، بے چین بندے، اے میرے متلاشی! میں تو تیرے پاس ہی ہوں۔ یہ ایسا معشوق ہے جو ماں سے بہت بڑھ کر اپنے طلبگار بچے سے حسن و احسان کا سلوک کرتا ہے۔ پس جہاں یہ راہ مشکل ہے وہاں آسان بھی ہو جاتی ہے اگر دعاؤں کی مدد سے اس کو آسان کیا جائے اور خدا سے وہ تعلق باندھا جائے جو محبت اور پیار اور عشق کا تعلق ہے۔

اس وضاحت کے بعد میں چند نمونے آپ کے سامنے قرآن کریم کے بیان کے پیش کرتا ہوں۔ قرآن کریم میں مختلف جگہ منعم علیہم کا ذکر بھی فرمایا گیا اور ان لوگوں کا ذکر بھی فرمایا گیا جو الۡمَغۡضُوۡبِ ہیں یا الضَّآلِّیۡنَ ہیں۔ عام طور پر معاملے کو آسانی سے سمجھانے کی خاطر یہ کہا جاتا ہے کہ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ کے متعلق جب آپ سوچیں تو یہ سوچیں کہ گویا یہود کا ذکر چل رہا ہے اور الضَّآلِّیۡنَ کی بات کریں تو ذہن میں عیسائیوں کی تاریخ کو لے آئیں لیکن یہ بات اتنی سادہ اور ایسی آسان نہیں اور اس طرح یک لخت اور یک دفعہ کسی ساری کی ساری قوم کو الضَّآلِّیۡنَ قرار دینا بھی درست نہیں ورنہ یہ بات قرآن کریم کے بعض بیانات سے متصادم ہو جائے گی، ان بیانات سے ٹکرا جائے گی کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جس میں بہت سے یہود کی بہت بڑی بڑی تعریفیں فرمائی گئی ہیں اور ان کو خدا کے نیک بندے قرار دیا گیا ہے یہی وہ کتاب ہے جس نے بہت سے عیسائیوں کی بہت تعریفیں فرمائی ہیں اور انہیں خدا کا عابد و زاہد بندہ قرار دیا، ایسے بندے جو خدا کی خاطر دنیا تج کے ایک طرف چلے گئے اور عمر بھر عبادات میں صرف کر دی۔

پس ایسی کتاب کے مضمون کو اس رنگ میں سمجھنا کہ اس کتاب کے دوسرے مضمون سے ٹکرانے لگے درست نہیں۔ پس جب ہم کہتے ہیں کہ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ کے رستوں سے ہمیں بچا تو یہود کی بات ان معنوں میں سوچتے ہیں کہ یہود قوم میں بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے شروع تاریخ سے ہی ایسی غلطیاں کیں جو خدا کے غضب کا نشانہ بنانے والی بھی تھیں اور دنیا کے غضب کا نشانہ بنانے والی بھی تھیں۔ پس یہود سے نہیں بلکہ ان بار بار ٹھوکر کھانے والوں اور غلطیاں کرنے

والوں کی راہ سے بچانے کی دعا ہے جو خدا کے غضب کا اور بنی نوع انسان کے غضب کا نشانہ بنے ہیں۔ پس ان مکروہات سے بچنے کی دعا ہے جو مکروہات خدا کے غضب پر منتج ہو جاتی ہیں اور اسی طرح ان غلطیوں اور ٹھوکروں سے بچنے کی دعا کی ہے جن میں عیسائی قوم بحیثیت قوم مبتلا ہوئی اور خدا کے ایک عاجز بندے کو خدا کا بیٹا بنا بیٹھی لیکن خود ان میں بہت سے نیک لوگ بھی ہیں جب وہ خدا کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں، ان کے دل نرم پڑ جاتے ہیں۔ وہ خدا کے حضور اٹھ کر گریہ وزاری میں اور جھک کر اس کے حضور عبادت کرتے ہوئے راتیں گزارتے ہیں۔ ایسے گروہ یہود میں سے بھی ہیں اور نصاریٰ میں سے بھی ہیں۔

پس کسی قوم سے نفرت کی تعلیم نہیں دی گئی بلکہ بعض برائیوں سے نفرت کی تعلیم دی گئی ہے اور ان کی مثالیں آپ کے سامنے معاملے کو آسان بنانے کے لئے رکھی گئیں۔ ایک اور وجہ اس دعا کو زیادہ وسیع معنوں میں لینے کی یہ ہے کہ قرآن کریم سے تو پتا چلتا ہے کہ دنیا میں ہر جگہ خدا تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اپنے پیغام بھیجے، رسول مبعوث فرمائے، خوشخبریاں دینے والے بھیجے، ڈرانے والے بھیجے اور ان کی قوموں نے بھی ان سے ایسے سلوک کئے کہ بعض انعام پانے والی بن گئیں اور بعض مغضوب ہو گئیں اور بعض ضالین ٹھہریں تو اگر اس دعا کو یہود اور عیسائیوں کے ذکر پر ہی محدود کر دیں گے تو ان مشرکین کا کیا بنے گا جنہوں نے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی سب سے زیادہ مخالفت کی اور جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ شرک نجس ہے اور ہر دوسری چیز کو خدا معاف فرما دے گا مگر شرک کو معاف نہیں فرمائے گا اور ان قوموں کا کیا بنے گا جو ہندوستان یا چین یا جاپان یا دوسری دنیا میں شرک میں مبتلا ہیں اور مبتلا رہی ہیں یا دوسرے کئی قسم کے ایسے گناہوں میں ملوث ہوئیں جو خدا کے اور بنی نوع انسان کے غضب کا نشانہ بنانے والے گناہ تھے اور پھر ان قوموں کا کیا بنے گا جو دنیا کے مختلف خطوں میں، نئی دنیا میں یا پرانی دنیا میں پیدا ہوئیں اور خدا کے حضور ضالین ٹھہریں۔

پس اس مضمون کو اتنے محدود تصور کے ساتھ اپنے ذہن میں نہ جمائیں بلکہ اس وسیع تصور کے ساتھ ذہن میں جمائیں اور ساری دنیا میں ہر وہ قوم جو بعض غلطیوں کی وجہ سے خدا کی نظر میں مغضوب ٹھہری اس سے بچنے کی دعا کریں اور ہر وہ قوم جو گمراہ ہو گئی اور اپنی بعض نیکیاں بھی قائم رکھیں لیکن بعض بدیوں میں بھی مبتلاء ہوئی۔ اچھے بُرے کو ملا دیا اور اس طرح خدا نے انہیں گمراہ قرار دیا خواہ

وہ مشرق کی قوم ہو یا مغرب کی قوم ہو۔ خواہ وہ اسلام سے باہر ہو یا مسلمانوں کے اندر ہو، ہر ایسی قوم سے بچنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔

پس مسلمانوں میں بھی اگر کچھ ایسے لوگ ہوں جو وہ عمل کریں جو الْمَغْضُوبِ بنانے والے ہوں تو غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ کی دعا ان پر بھی صادق آتی ہے اور ان کو بھی اپنے دائرے میں لیتی ہے اور ان سے بچنے کے لئے بھی ہمیں متوجہ کرتی ہے۔ اسی طرح اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کا دائرہ بھی بہت ہی وسیع ہے۔

پس جیسا کہ میں نے جماعت کو نصیحت کی تھی کہ قرآن کریم کے مطالعہ سے انعمت کی تعریف معلوم کریں کہ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ والے لوگ ہیں کیا؟ اور ان کا مزید مطالعہ کریں۔ پھر جب آپ دعا مانگیں گے تو پتا ہوگا کہ کیا مانگ رہے ہیں آنکھیں بند کر کے نہیں مانگیں گے بلکہ ہوش سے مانگیں گے اور اس کی ذمہ داریوں کو سمجھ کر دعا مانگیں گے اور پھر ان کا دل ان کو بتائے گا کہ وہ اپنی دعا میں سچے ہیں یا جھوٹے ہیں واقعی صمیم قلب سے دل کی گہرائیوں سے دعا کر رہے ہیں یا پوپلے منہ کی باتیں ہیں۔ اس سے زیادہ ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ اب بتائیے کہ یہ دعا کوئی آسان دعا ہے کہ اے خدا! ہمیں ان راستوں پر چلا جہاں گندی گالیاں دی جاتی ہیں اے خدا! ہمیں ان رستوں پر چلا جہاں بغیر قصور کے لوگ گھروں سے نکالے جاتے ہوں اور قتل کئے جاتے ہوں، ایسے رستوں پر چلا جن رستوں پر پتھر پڑے ہوں اے خدا! ہمیں ان رستوں پر چلا جہاں چلنے والوں کی آنکھوں کے سامنے ان کے بچے ذبح کئے جاتے ہوں، ان کی مائیں ذبح کی جاتی ہوں، ان کی عزتیں لوٹی جاتی ہوں ان کو ہر قسم کے الزام کا نشانہ اور طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہو۔ جہاں زندگی عذاب بنادی جاتی ہو اب بھلا یہ دعا کوئی ہوش مند آنکھیں کھول کر کرسکتا ہے مگر جب اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی تاریخ پر غور کرتے ہیں تو اس راہ سے گزرنے والوں کی جو راہ ہم مانگ رہے ہیں اسی قسم کی مصیبتوں میں مبتلا کئے گئے۔ اپنے گھروں سے نکالے گئے بغیر کسی قصور کے ان کو قتل کیا گیا، ان کو گھروں سے نکالا گیا، ان کے اموال لوٹے گئے، انہیں طرح طرح کے سبّ و شتم کا نشانہ بنایا گیا۔ ساری زندگی ان سے نفرتیں کی گئیں، ان کو حقیر قرار دیا گیا، ان کو گمراہ قرار دیا گیا، ذلیل ادنیٰ ادنیٰ لوگ جب ان راہوں سے گزرتے تھے جہاں سے خدا کے یہ نیک انعام پانے والے بندے گزر رہے ہوتے تھے تو بڑی بڑی

باتیں ان پر بناتے تھے اور ان کو حقارت سے دیکھتے تھے۔ایک دوسرے کو آنکھیں مارتے تھے اور ہنستے ہوئے کہتے تھے کہ یہ گمراہ ہیں جس نے دیکھنے ہیں دیکھ لے۔ یہ بدبخت لوگ ہیں جن کے پاس کوئی ہدایت نہیں۔ایسے ایسے مظالم کا ان کو نشانہ بنایا گیا اور جب ہم قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس مطالعہ میں ساتھ ہی خدا یہ بتاتا ہے کہ میرے یہ پیارے بندے ہیں۔میرے یہ انعام یافتہ لوگ ہیں۔ پس جب ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں انعام یافتہ لوگوں کے راستے پر چلا تو یہ سب دعائیں اس میں شامل ہیں۔ یہ سب مرادیں ہیں جو ہم مانگ رہے ہیں اسی طرح اس راستے پر چلنے کے نتیجے میں ہم پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہونے والی ہیں۔ہم خدا سے یہ دعا مانگتے ہیں کہ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا (البقرہ:۱۲۹) ہمیں ہماری قربان گاہیں دکھا وہ جگہیں دکھا جہاں ہم تیرے حضور اپنی قربانیاں پیش کریں گے۔ہم خدا سے یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے خدا! ہم سے ہمارے سارے اموال لے لے اور ہماری جانیں لے لے اور ہم سے یہ سودا کر لے کہ ہمارا کچھ بھی نہیں رہا۔سب تیرا ہو گیا ہے اور اس کے بدلے ہمیں ایک آئندہ آنے والی جنت کی خوشخبری دے دے۔ یہ وعدہ کر لے کہ جب ہم اس دنیا کو چھوڑ دیں گے تو تیری دائمی جنت میں داخل کئے جائیں گے۔پس جو ہاتھ میں ہے اسے چھوڑنے کی دعا مانگ رہے ہیں اور جو ہاتھ میں نہیں اور عام دنیا کی نگاہ میں ایک موہوم وعدہ ہے اسے حاصل کرنے کی دعا مانگ رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگوں کو پھر لوگ بے وقوف کہتے ہیں، کہتے ہیں پاگل ہیں۔ان کو پتا ہی نہیں کہ یہی دنیا ہے جو آج کی زندگی ہے بس یہی سب کچھ ہے آنکھیں بند تو سب کچھ ختم اور وہ ہنستے ہیں اور مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ پاگل لوگ خدا کے بندے بنتے ہیں، ہوش والے بنتے ہیں یہ تو بے وقوف ہیں۔السُّفَهَآءُ ہیں لیکن خدا کے ان بندوں کے کانوں میں خدا کی یہ آواز پڑتی ہے۔ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ (البقرہ:۱۴) خبردار! ان کے طعنوں سے تم مضمحل نہ ہو جانا۔ان کے طعنوں سے تم کہیں امیدیں نہ چھوڑ بیٹھنا۔ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ خبردار! یہی وہ لوگ ہیں جو بے وقوف ہیں۔تم بے وقوف نہیں ہو۔تم عقل والے ہو۔تم نے صحیح سودے کئے ہیں تو یہ دعائیں ہیں جو ہم مانگتے ہیں اور پھر زنجیریں مانگتے ہیں۔قید کی دعا مانگتے ہیں۔ یہ دعا مانگتے ہیں کہ ہماری ساری عمر پابندیوں میں صرف ہو جائے۔ یہ دعا مانگتے ہیں کہ اس قید خانے میں ہمیں ڈال جس کا ذکر تیرے سچے رسول محمد مصطفیٰ

ﷺ نے ان الفاظ میں فرمایا کہ **الدنیا سجن المومن وجنة الکافر** (مسلم کتاب الزہد حدیث نمبر:۵۲۵۶) دنیا تو مومن کے لئے ایک قید خانہ ہے، مصیبت خانہ ہے جس میں وہ پڑ جاتا ہے۔ کسی چیز کی آزادی نہیں رہتی، یہ نہیں کرنا وہ نہیں کرنا۔ سونے لگتا ہے تو پابندیوں کے ساتھ سوتا ہے، اٹھتا ہے تو پابندیوں میں آنکھیں کھولتا ہے جو قدم اٹھاتا ہے یہ سوچتا ہے کہ یہ خدا کی ناراضگی کا قدم تو نہیں اور کونسا قدم اٹھاؤں کہ خدا کی پابندی کی زنجیروں میں جکڑا رہتے ہوئے دھیرے دھیرے آہستہ آہستہ ان ہی راہوں پر قدم اٹھاؤں جن راہوں پر جانے کی یہ زنجیریں مجھے اجازت دیتی ہیں۔

پس آنحضرت ﷺ نے تو قصے کو مختصر فرما دیا اور کہا کہ ہاں! اب دعا مانگو کہ اے خدا! ہمیں عمر بھر کا قیدی بنادے ایسا قیدی بنادے جس کی گویا ساری آزادیاں چھین لی گئیں۔ پس یہ دعا ہے جو آپ مانگ رہے ہیں اور پانچ وقت بھولے پن سے اپنی ہر نماز کی ہر رکعت میں مانگتے ہیں اور پھر خدا کے جو اور بھی زیادہ سادہ لوح اس سے محبت کرنے والے، پیار کرنے والے بندے ہیں وہ نفلوں کے اضافے کرتے ہیں۔ راتوں کو اٹھتے ہیں دنوں کی دعا سے مطمئن نہیں ہوتے کہتے ہیں ابھی ہم نے پوری مصیبتیں نہیں مانگیں۔ اے خدا! اب باقی وقت ہم پر مزید مصیبتیں مانگتے ہیں۔ جو کچھ رہ گیا ہے وہ ہم پر نازل فرما۔ یہ عرض کرتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں ان لوگوں میں شامل نہ فرما جو قرآن کے بیان کے مطابق یہ سمجھتے ہیں کہ ایمان لانا کافی ہے اور اس کے بعد کوئی ابتلاء نہیں آئیں گے۔ ہمیں ان لوگوں میں داخل فرما جو ایمان لائے یہ جانتے ہوئے کہ یہ ابتلاؤں کا رستہ ہے اور یہ دعا کرتے ہوئے داخل ہوئے کہ اے خدا! اب وہ ابتلا ہم پر ڈال لیکن یہ رحم فرما کہ ان ابتلاؤں میں ثابت قدم فرما۔ ان ابتلاؤں سے زندہ سلامت گزار دے اور پھر ہم تیرے فضلوں کا وارث بنتے ہوئے ان ابتلاؤں کے دور سے نکلیں۔

پس اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی دیکھیں کتنی ضرورت تھی۔ شروع میں ہی خدا سے یہ التجا کرنے کی ضرورت تھی کہ عبادت تو تیری ہی کرتے ہیں اور کسی اور کی نہیں کرتے تیری کرنا چاہتے ہیں کسی اور کی نہیں کرنا چاہتے مگر اے خدا! بہت مشکل رستہ ہے تیری مدد کے بغیر ہم وہ دعا بھی نہیں کر سکتے جو دعا تو ہمیں سکھا رہا ہے اور ابھی آنے والی ہے۔ پس اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا یہ پہلو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کے ساتھ جڑا ہوا ہے اور اس کا مطلب یہ بنے گا کہ اے خدا!

ہمیں اس سچی دعا کی توفیق عطا فرمادے اور امر واقعہ یہ ہے کہ جب آپ اس سارے مضمون کو قرآن کے بیان کی روشنی میں پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں تو یہ دعا بہت مشکل اور مشکل تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ بہت سے ایسے مقام آتے ہیں کہ جب انسان کا دل کانپ جاتا ہے، ڈر جاتا ہے اور اسے اس دعا کی تفصیل کے ساتھ ہمت نہیں پڑتی۔

ان دعا کرنے والوں کی وہ تفصیل جو قرآن کریم نے ہمارے سامنے ایک تاریخ کی صورت میں کھول کر رکھ دی ہے اس تفصیل کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ دعا مانگنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ پس اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی شدید ضرورت ہے کہ مدد مانگی جائے کہ اتنی اتنی ہمیں دعا سکھا اتنی اتنی دعا مانگنے کی توفیق عطا فرما جو تیری مدد سے آسان ہوتی چلی جائے اور طبعاً سچائی کے ساتھ دل سے اٹھے نہ کہ بناوٹ کے ساتھ ہونٹوں سے نکلے۔

اس ضمن میں مَیں نے قرآن کریم کے آغاز سے لے کر آخر تک چند قرآنی بیانات کو اس دعا کے ساتھ منسلک کر کے آپ کے سامنے پیش کرنے کا ارادہ کیا لیکن جب میں نے سورۂ بقرہ سے بات شروع کی تو یہ مضمون اتنا بڑھ گیا کہ ناممکن تھا کہ ایک، دو، تین، چار، پانچ، دس جمعوں میں بھی اس کا حق ادا کیا جائے۔ پس میں نے کچھ نمونے سورۂ بقرہ سے لئے ہیں آپ کو سمجھانے کے لئے کہ جب آپ قرآن کریم کا مطالعہ کریں گے تو اس دعا کے ساتھ منسلک کر کے مطالعہ کریں اور پھر ہر دفعہ یہ سوچیں کہ میں یہ دعا مانگا کرتا ہوں اور آئندہ بھی یہ دعا مانگا کروں گا اور پھر میں نے کچھ ٹکڑے کہیں سے، کچھ ٹکڑے کہیں سے غرضیکہ چند نمونے قرآن کریم کی مختلف جگہوں سے اکٹھے کئے تا کہ آپ کو اس دعا کا مطلب سمجھاؤں جو ہم سب روزانہ بار بار مانگتے ہیں اور اکثر ہم میں سے جانتے ہی نہیں کہ ہم کیا مانگ رہے ہیں۔ پس جو کچھ آپ مانگیں ہوش سے مانگیں، سمجھ کر مانگیں کہ کیا مانگا جارہا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے فضل کی امید رکھیں اور اس سے رحم کے طلب گار رہوں کہ وہ ان مشکلوں کو ہمارے لئے آسان کر دے جو ہم ہوشمندی کے ساتھ خود خدا سے طلب کر رہے ہیں۔

دیکھیں! ایک چھوٹے سے معاہدے کے لئے جو دنیا کے سودوں میں کیا جاتا ہے آپ ایک قابل وکیل سے مدد چاہتے ہیں۔ اس سے مدد چاہتے ہیں کہ کہیں دھوکے میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ کوئی ایسی بات معاہدے میں نہ لکھی جائے جس کو ہم نبھا نہ سکیں تو وہ معاہدہ جو قرآن کریم کا معاہدہ ہے جسے

خدا میثاق قرار دیتا ہے اس پر عمل کرنے سے پہلے، اس پر دستخط کرنے سے پہلے معلوم تو ہونا چاہئے کہ کس بات پر دستخط کئے جارہے ہیں لیکن چونکہ دنیا والے غلطیوں کو معاف نہیں کیا کرتے اور ایک ایک قطرہ خون کا حساب مانگتے ہیں اس لئے دنیا کے معاہدوں میں تو انسان غلطی کرے تو ساری عمر اس کا خمیازہ بھگتتا رہتا ہے لیکن یہ معاہدہ ایک ایسی ذات سے کیا جارہا ہے جو بے حد غفور و رحیم ہے جو قدم قدم پر بخشش کے وعدے بھی کرتی ہے۔ وہ عجیب طرح سے حساب کرتی ہے۔ اچھا! یہ بھی میں معاف کر دیتا ہوں یہ بھی میں معاف کر دیتا ہوں۔ یہ بھی معاف کر دیتا ہوں اور یہ بھی معاف کر دیتا ہوں یہاں تک کہ اس کی معافیوں کا سلسلہ اس کے حساب طلب کرنے والے سلسلے پر غالب آجاتا ہے اور اس کی رحمت ہر انسان کی لغزش کو ڈھانپ لیتی ہے پس اگر اور نہیں تو یہ مضمون ہی انسان کے دل کے لئے تسلی کا موجب بن جاتا ہے کہ ہمارا خدا ایسا خدا ہے جو اگر چاہے تو ان کو بھی معاف فرما دیتا ہے جن کے اعمال تمام تر اچھے نہیں تھے۔ انہوں نے بدیاں بھی کیں اور اچھے اعمال بھی کیئے۔ اچھوں اور بروں کو ساری عمر ملائے رکھا اور کبھی ان کو توبہ کی یہ توفیق نہیں ملی کہ زندگی کے کسی موقعہ پر وہ یہ کہہ سکیں کہ اب ہم اپنی بدیاں جھاڑ کر نیکیوں میں داخل ہو چکے ہیں۔ عمر بھر وہ نیکیوں اور بدیوں کے ساتھ ملے جلے رہے اور اسی طرح گھسٹتے گھسٹتے خدا کے قرب کی راہوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہے فرمایا: میں چاہوں تو انہیں پکڑلوں اور ان کی بدیوں کی سزادوں اور اگر چاہوں تو ان کو معاف کر دوں اور بہت ایسے ہیں جن کو میں معاف بھی کر دیتا ہوں تو پھر انسان اس بات سے سہارا لیتا ہے کہ میثاق پر ہم دستخط تو کر بیٹھے ہیں لیکن اب اس میثاق کی شرائط پر پورا اترنیوالے جو اولین لوگ ہیں جو سابقون کا گروہ ہے ان جیسے نہ بھی بن سکتے ہوں تو ہم یہ التجائیں کریں گے کہ اے خدا! ان ادنیٰ لوگوں میں ہی شامل فرمادے جنہوں نے عمر بھر دیانتداری سے میثاق پر عمل نہیں کیا تو میثاق پر عمل کرنے کی تمنا تو رکھتے تھے۔ کوئی خواہش تو ان کے دل میں تھی۔ بے چینی تو ہوا کرتی تھی جب وہ گناہ کرتے تھے تو بے قرار ضرور ہو جایا کرتے تھے۔ گناہوں کے بعد مطمئن نہیں رہتے تھے بلکہ تڑپ کر زندگی گزارتے تھے۔ پس اے خدا! ہمیں ان لوگوں میں ہی شامل فرمادے اور اگر قافلے کے سر پر چلنے والوں میں شامل نہیں تو اس قافلے کے آخر پر اس کی دم میں گھسٹتے ہوئے لوگوں میں ہی شامل فرمادے لیکن رستہ وہ ہو۔ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ کہ جن پر تو نے انعام کیا الۡمَغۡضُوۡبِ کے رستے پر ہمیں نہ ڈالنا۔

پس اب میں آپ کو لکھے ہوئے مضمون میں قرآن کریم کے واقعات کو دعاؤں کی شکل میں ڈھال کر پیش کرتا ہوں۔قرآنی آیات میں یہ مضمون دعاؤں کی صورت میں ظاہر نہیں فرمایا گیا مگر قرآن سے واقعات لے کر اور قرآن کی نصیحتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اوامر اور نواھی کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں چند نمونے آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ جب ہم اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہتے ہیں تو وہ کون سے انعام یافتہ لوگ ہیں جن کے رستے پر چلنے کی ہم دعا کرتے ہیں۔گویا ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں ان انعام یافتہ لوگوں کے رستے پر چلا جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ بھی تو نے ان کو عطا کیا ہے اسے تیری راہ میں خرچ کرتے چلے جاتے ہیں اور حضرت محمد مصطفی ﷺ پر اتاری ہوئی تعلیم پر اور سب گزشتہ تعلیمات پر ایمان لاتے ہیں اور آئندہ ہونے والی موعود خبروں پر بھی یقین رکھتے ہیں اور اے خدا! ہمیں ان لوگوں کے رستے پر چلا جو اپنی مرادوں کو پالیتے ہیں۔

اور اے خدا! ہمیں ان لوگوں کے رستوں پر چلا جنہوں نے تجھے اپنا بھی رب تسلیم کیا اور ان کا رب بھی تسلیم کیا جو پہلے گزر چکے تھے اور تقویٰ کی راہوں پر چلے۔

اے خدا! ہمیں ان لوگوں کی راہ دکھا جن کو تو نے سدا بہار جنتوں کی بشارت دی ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

اور اے خدا! ہمیں ان لوگوں کی راہ دکھا جو ہر اس درخت کے پھل سے احتراز کرتے ہیں جس کا کھانا تو نے منع فرما دیا ہے اور اس پھل کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے جسے تو نے ممنوع قرار دیا۔

اے خدا! ہمیں ان لوگوں کا رستہ دکھا جو ہمیشہ تیری نعمتوں کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور جو عہد تجھ سے باندھا ہے اس پر پختگی سے قائم رہتے ہیں۔

ہمیں ان لوگوں کی راہ پر چلا جو ہر اس تعلیم پر ایمان لاتے ہیں جو اس تعلیم کی تصدیق کرتی ہے جو قرآن میں اتاری گئی اور تیری آیات کو ادنیٰ اغراض کی خاطر بیچ نہیں ڈالتے اور صرف تیرا ہی تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور وہ جھوٹ کی ملونی سے پاک اور خالص دل رکھتے ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوۃ کو ادا کرتے ہیں اور تیرے حضور جھکنے والوں کے ساتھ ہر مقام اطاعت پر جھک جاتے ہیں۔

ان لوگوں کا رستہ دکھا جو صبر اور دعاؤں کے ذریعہ سے تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تیرے حضور

عاجزی اور تذلل اختیار کرتے ہیں اور تیرے حضور عاجزی اور تذلل اختیار کرنا ان پر بار نہیں ہوتا، ان پر گراں نہیں گزرتا۔ وہ جو یہ امید لئے بیٹھے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ضرور ملاقات کریں گے اور بالآخر اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اے خدا! ہمیں وہ نعمتیں بھی عطا کر جو پہلی امتوں کو عطا کی گئیں اور اپنے ان فضلوں سے بھی نواز جن کے ذریعے تو نے پہلی امتوں کو تمام جہانوں پر فضیلت عطا فرمائی تھی اور ان خوش نصیبوں میں سے بنا جوان کی مثالیں زندہ کرنے والے ہیں جنہوں نے تیری نعمتوں کے گیت گائے اور تیرے ذکر کو بلند کیا۔ ہمیں ان انعام یافتہ لوگوں کے رستے پر چلا جو مؤاخذہ کے اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جبکہ کوئی جان کسی دوسری جان کے کام نہیں آئے گی اور اس کی کوئی شفاعت کسی کے حق میں قبول نہ کی جائے گی اور کسی جرم کے بدلے اسے کوئی مدد میسر نہ آئے گی۔

ہمیں ان لوگوں کی راہ پر چلا جن کی لغزشوں کو تو نے معاف فرما دیا اور تیرے عفو کے نیچے وہ تیرے بے انتہا شکر گزار بندے بن گئے اور ان لوگوں کی راہ پر چلا جن کو جب کتاب اور فرقان عطا کئے گئے تو ان کی ہدایت سے انہوں نے خوب استفادہ کیا۔

اے خدا! ہمیں ان لوگوں کی راہ پر چلا جن کی خطاؤں کو تو نے معاف فرما دیا اور ان محسنوں کی راہ پر چلا جنہیں تو نے احسان کی توفیق بخشی اور ان کے حسن و احسان کو اور بڑھا دیا۔ اور ہمیں ان لوگوں کی راہ پر چلا جو تجھ پر اور جزا و سزا کے دن پر حقیقی ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور جن کو تو نے محفوظ اجر کی ضمانت دی اور سلامتی کا یہ پیغام دیا کہ کوئی خوف تم پر غلبہ نہ پا سکے گا اور لمبے غموں میں مبتلا نہیں کئے جاؤ گے۔

اے خدا! ہمیں ان لوگوں کے رستے پر چلا جنہوں نے تجھ سے یہ عہد باندھا کہ تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور والدین سے اور اقرباء سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے حسن سلوک سے پیش آئیں گے اور تیرے بندوں سے نرم گفتاری سے کام لیں گے اور انہیں اچھی باتیں کہیں گے اور اسی طرح انہوں نے تیری عبادت کو قائم کرنے اور تیری راہ میں خرچ کرنے کا عہد کیا اور پھر وفا کے ساتھ ان عہدوں پر قائم رہے۔

اب دیکھیں! بہت سی ان صفات میں سے یہ چند صفات ہیں جو خدا کے ان بندوں کی بیان

فرمائی گئی ہیں جو خدا سے باندھے ہوئے عہدوں کو پورا کرتے ہیں اور الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ پر چلتے ہیں اور انعام یافتہ میں شمار ہوتے ہیں، اور روزمرہ کی زندگی کی عام باتیں ہیں جن میں ہم میں سے اکثر ٹھوکر کھاتے اور ان معمولی معمولی عام معروف باتوں پر بھی عمل کرنے کی اہلیت نہیں پاتے۔ پس اگر ہم ہر نماز میں دعا کرتے ہوئے سوچا کریں کہ دعا ہم یہ کر رہے ہیں اور کام کون سے کر رہے ہیں؟ دعاؤں کا رستہ اور ہے اور ہمارا چلنے کا رستہ اور ہے؟ تو اسی وقت انسان کے دل پر لرزہ طاری ہو جائے گا۔ عام انسان سے اگر کچھ مانگے اور دل میں کوئی اور بات ہو تو یہ بھی منافقت ہے اور ایک مکروہ بات ہے مگر خدا سے اور مانگے اور کچھ اور کرنے کے ارادے ہوں تو یہ ایک بہت ہی بڑے خوف کا مقام ہے۔ ہم میں سے کتنے ہیں جو عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور والدین سے اور اقرباء سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے حسن سلوک سے پیش آتے ہیں۔ بہت سے ایسی شکایتیں روزمرہ مجھ تک پہنچتی رہتی ہیں کہ بعض مرد ہیں جو اپنے گھر میں بھی اپنے بیوی بچوں سے حسن سلوک سے پیش نہیں آتے ان سے کرخت رویہ ہے۔ ان سے ظلم و ستم کا سلوک ہے ان سے کنجوسیاں کرتے اور ان کو مصیبت میں مبتلاء رکھتے ہیں۔

ایسی بیویاں ہیں جو بے چاری روتی پیٹتی مجھے خط لکھتی ہیں کہ ہمیں تو پیسے کا منہ نہیں دکھاتے گھر میں کچھ ڈال دیا تو ڈال دیا اور وہ بھی ایسا کہ ایک ایک چیز کا حساب رکھتے ہیں زندگی اجیرن ہے۔ بچوں سے حسن سلوک نہیں ہے۔ بچوں کو اس طرح پھینکا ہوا ہے جس طرح وہ بے جان چیزیں ہیں، ان کو حس ہی کوئی نہیں۔ ان باتوں میں مبالغہ بھی ہوگا لیکن جو لوگ دنیا کے معاشروں سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ ہر معاشرے میں اس قسم کے ظلم موجود ہیں۔ ہوسکتا ہے وہ لکھنے والی غلط لکھ رہی ہو لیکن اور بہت سی ایسی ہیں جو نہ لکھنے والیاں ہیں لیکن ان پر یہ حالات گزرتے ہیں۔ پس کئی قسم کی مصیبتیں ہیں جو روزمرہ کی زندگی میں ہماری بداخلاقیوں کے نتیجے میں انسانوں پر ڈالی جاتی ہیں اور انسانوں کی زندگیوں کو اجیرن کر دیتی ہیں۔ مردوں کی طرف سے بھی عورتوں کی طرف سے بھی بہوؤں کی طرف سے بھی ساسوں کی طرف سے بھی، باپوں کی طرف سے بھی اور بچوں کی طرف سے بھی تو دیکھیں یہ دعا جو ہمیں خدا نے سکھائی۔ ان معنوں میں یہ دعا سکھائی کہ اپنے بندوں کا ذکر فرمایا اور کہا کہ انعام یافتہ راہ پر چلنے والے لوگ اس اس قسم کے ہوتے ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں انعام یافتہ

رستوں پر چلنے والوں میں سے بنا دے تو دراصل یہ دعا مانگ رہے ہیں کہ اے خدا! ہمیں ایسا بنا دے کہ والدین کے حقوق ادا کرنے والے ہوں ان کی دعائیں لینے والے ہوں اور سب اقرباء سے حسن سلوک کرنے والے ہوں اور یتیموں کا خیال رکھنے والے ہوں۔ مسکینوں سے حسن سلوک سے پیش آنے والے ہوں اور تیرے سب بندوں سے نرمی کی گفتگو کرنے والے ہوں۔ ہماری گفتگو میں حسن ہو۔ کراہت کی بات نہ ہو۔ وہ لوگ جو گھر میں ایک دوسرے سے نرمی کی بات نہیں کرتے ان سے عام دنیا میں کم توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ نرمی کی گفتگو کرتے ہوں گے لیکن بعض ایسے ظالم بھی ہیں کہ دوستوں سے نرم اور اپنے گھر والوں سے سخت حالانکہ مضمون والدین اور اقرباء اور نزدیک کے رشتے داروں کے ذکر سے شروع ہوتا ہے۔ پس ایسی نرمی جو دوستوں کے لئے ہو اور گھر والوں کے لئے نہ ہو اس نرمی کا ان لوگوں کے ذکر میں کہیں شمار نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مراتب کے لحاظ سے نیکیوں کا ذکر فرمایا۔ پس جب ہم کہتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۙ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ تو ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی تو نگاہ رکھیں۔ اگر ان پر نگاہ نہیں رکھیں گے تو بڑی باتوں کا نہ حق ادا کر سکتے ہیں نہ بڑی باتیں مانگنے کی جرأت کر سکتے ہیں اور جب بھی آپ بڑے بڑے مضامین کو سوچ کر اپنے دل کو ٹٹولیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کی دعا میں طاقت نہیں ہے کہ ان مضامین کی متحمل ہو سکے۔ روح کانپ جاتی ہے جیسے کوئی بڑا بھاری وزن کوئی کمزور انسان اٹھانے کی کوشش کرے تو یہ دعا ہی بہت بھاری ہے لیکن اگر ہم غور کرنے والے ہوں اور اگر یہ دعا اٹھالیں تو اس دعا کے نتیجے میں جتنی ذمہ داریاں ہیں اگر سچے دل سے اس دعا کو اٹھالیں تو وہ خدا خود اٹھالیتا ہے یہ یقین ہے جو ایک مومن کے دل میں ہونا چاہئے اور اس یقین کے بغیر اس دعا کی ہمت بھی نصیب نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اسی طرح جن لوگوں نے تیری عبادت کو قائم کرنے اور تیری راہ میں خرچ کرنے کا عہد کیا اور پھر وفا کے ساتھ ان عہدوں کو نبھایا، ہمیں ان لوگوں کے رستے پر چلا۔

اے خدا! ہمیں ان لوگوں کی راہ دکھا جو اس بات سے بے خبر نہیں کہ تو ہی زمین و آسمان کا مالک ہے اور تیرے سوا کوئی دوست اور مددگار ان کے کام نہیں آسکتا۔ ہمیں ان لوگوں کی راہ دکھا جن کا قبلہ ہمیشہ تو رہا ہے، تیری حضوری سے وہ اپنے وجود کو ہمیشہ نیا حسن عطا کرتے رہے یعنی وہ لوگ جن کا

اجر تیرے پاس ہے اور تیرے تعلق کے فیض سے وہ ہر دوسرے خوف اور غم سے آزاد ہو گئے۔ ہمیں ان لوگوں کی راہ دکھا جو جس راہ پر بھی چلے ہمیشہ تجھے پیش نظر رکھا۔ اے خدا تجھے پیش نظر رکھا جو تمام وسعتوں کا مالک خدا ہے، ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے، جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اسی کا ہے اور ہر چیز اسی کی اطاعت کا دم بھرتی ہے۔ وہ جو زمین و آسمان کو عدم سے وجود میں لانے والا ہے اور جب کسی تخلیق کا ارادہ باندھتا ہے تو فرماتا ہے کہ ہو جا اور لازماً وہ ہو کر رہتی ہے۔ پس اے خدا! ہمیں اس یقین کے ساتھ ان راہوں پر چلا کہ ہم ایسی قدرتوں کے مالک خدا سے مدد مانگنے والے ہیں۔ پھر ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جو تیری کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کا حق ادا کرتے ہیں یعنی دن رات تلاوت کے لئے وقت نکالتے پھر غور اور سمجھ کے ساتھ تیری کتاب کی تلاوت کرتے ہوئے اس کے مضامین کو اخذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس کے مضامین میں ڈوبنے کی کوشش کرتے ہیں، سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہر وقت اپنے آپ کو اس کتاب کی کسوٹی پر پرکھتے رہتے ہیں۔ یہ مضمون ہے جو حق تلاوت کا مضمون ہے ہم اس کی بھی دعا مانگتے ہیں۔

اور پھر یہ دعا مانگتے ہیں کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح ہمیں ہماری قربان گاہیں دکھا ہمیں آزمائشوں میں ڈال لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ان آزمائشوں پر پورا اترنے کی بھی توفیق عطا فرما اور ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جو مرتے دم تک تیرے حضور سپردگی کے عالم میں رہتے ہیں۔ تسلیم و رضا کی حالت میں رہتے ہیں، اپنے آپ کو تیرے حضور پیش کر دیتے ہیں اور پھر اپنے وجود کو تجھ سے واپس نہیں لیتے اور مرتے وقت اپنی اولاد کو بھی یہی نصیحت کرتے ہیں کہ توحید پر قائم رہنا اور خدا سے تعلق باندھے رکھنا اور کبھی اس تعلق کو نہ توڑنا کیونکہ اس تعلق کے توڑنے پر تم ہمیشہ کے لئے ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ پس وفا کے ساتھ توحید پر قائم رہنا اور ایک خدا سے اپنے تعلق کی حفاظت کرنا۔

ایسے لوگوں کی راہ پر چلا جو تیرے حضور یہ اقرار کرتے ہیں کہ تو نے جتنے بھی دنیا میں رسول بھیجے ہم ان سب پر ایمان لے آئے ہیں۔ ہمیں توفیق بخش کہ ہم ایک رسول اور دوسرے رسول کے درمیان ایسی تفریق نہ کریں کہ جس کے نتیجے میں کسی کی وحی کو واجب العمل سمجھیں اور کسی کی وحی کو اس طرح واجب العمل نہ سمجھیں بلکہ یقین کریں کہ تیرا کلام خواہ اعلیٰ پر نازل ہو خواہ ادنیٰ پر نازل ہو وہ کلام تیرا کلام ہے اور اس حیثیت سے ہر کلام خواہ دنیا کے کسی بندے پر نازل ہوا ہو وہ عزت اور احترام کے

لائق ہے۔ پھر ہم یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے خدا ہمیں اُمَّةً وَّسَطًا (البقرہ:۱۴۴) بنادے۔ یعنی وہ امت بنادے جس کی تو نے محمد مصطفی ﷺ کو خوشخبری دی تھی کہ وہ میانہ روی اختیار کرنے والی امت ہے، افراط اور تفریط سے پاک ہے۔ وہ درمیانی راہوں پر چلنے والی امت ہے اور ہمیں تمام دنیا پر نگران بنادے۔ ہم تمام دنیا کے اخلاق کی نگرانی اور حفاظت کرنے والے ہوں اور اپنے رسول محمد مصطفی ﷺ کو ہم پر نگران بنائے رکھ تا کہ گویا ہم اس کی آنکھوں کے سامنے ان فرائض کو ادا کرنے والے ہوں جو تو نے عائد فرمائے ہیں اور اس سند کے ساتھ کہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدرسے سے ہم نے تعلیم حاصل کی اور سند پائی۔ ہم باقی دنیا کے اعمال کی بھی نگرانی کرنے والے ہوں اور انہیں علم سکھانے والے بنیں اور نیک اعمال سکھانے والے بنیں۔

اے خدا! ہمیں استباق فی الخیرات کی توفیق عطا فرما۔ صرف نیکیوں کی توفیق نہ عطا فرما بلکہ ہم ہر وقت جدوجہد میں مبتلا رہنے والے ہوں ہمیں ان لوگوں کی راہوں پر چلا جو ہمیشہ آگے بڑھنے کی نیت سے ورزشیں کرتے رہتے ہیں اور محنتیں کرتے رہتے ہیں۔ آپ میں سے کسی کو اگر صبح کی سیر کی عادت ہو یا توفیق ملی ہو تو دیکھا ہوگا کہ بہت سے ایسے اتھلیٹ یعنی کھلاڑی اور جو مختلف جسمانی مقابلوں میں حصہ لینے والے ہیں صبح صبح اٹھ کر دوڑ رہے ہوتے ہیں اور ایسے وقت میں بھی جب کہ شدید سردی ہو یا پاکستان وغیرہ میں شدید گرمی ہو تو وہ ان باتوں سے بے نیاز بڑی محنت کر رہے ہوتے ہیں۔ پہلوان ہیں جو اکھاڑوں میں محنت کر رہے ہیں غرضیکہ ایسے لوگ کسی امید پر کہ شاید کبھی ہم اپنے ملک میں نام پیدا کرنے والے بنیں اور اس امید پر کہ شاید کبھی ہم بین الاقوامی مقابلوں میں نام پیدا کرنے والے بنیں، ساری زندگی محنت میں صرف کرتے ہیں۔ پس جب ہم استباق فی الخیرات کی دعا مانگتے ہیں۔ تو یہ بات ہے جس کی دعا مانگتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں محنت کی توفیق عطا فرما جس کے نتیجے میں ہم اپنے بھائیوں سے نیکیوں میں آگے بڑھنے والے بنیں۔ اگر یہ محنت نہیں کریں گے تو یہ توفیق مانگنے کی دعا کا کیا مطلب ہے؟ پس جب استباق فی الخیرات کی دعا مانگیں تو ان سارے نظاروں کو پیش نظر رکھ لیا کریں، جہاں مقابلوں میں حصہ لینے والے مختلف رنگ میں مختلف مقامات پر دن اور رات یا کسی اور حصے میں محنتیں کر رہے ہوتے ہیں اور زندگیاں ان محنتوں میں صرف کر دیتے ہیں اور اکثر ہیں جن کی امیدیں پوری نہیں ہوتیں۔ بہت

ہی کم ہیں جن کی امیدیں پوری ہوتی ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ شاید ہی ہزاروں میں سے ایک ہم بن سکیں جو اپنی آرزوؤں کو پورا ہوتے دیکھ سکیں گے پھر بھی وہ محنت کرتے ہیں۔تو یہ دعا سکھائی کہ اے خدا! ہمیں ایسی محنتیں کرنے کی بھی توفیق عطا فرما جن کا پھل ہر شخص کو نصیب ہو ہی نہیں سکتا مگر ان نعمتوں کا کچھ نہ کچھ فیض ہر شخص پا ہی لیتا ہے۔عام دنیا کے انسان کے مقابل پر وہ بہتر ہوتا چلا جاتا ہے پس استباق فی الخیرات کرنے والوں کی راہ پر ہمیں ڈال دے۔

صبر وصلوٰۃ اور شہادت پر تسلیم ورضا کا ردعمل دکھانے والوں کی راہ پر ڈال ایسے لوگوں کی راہ پر ڈال جو ابتلاؤں اور نقصانات پر صبر سے کام لیتے ہیں اور تیرے حضور ہر قسم کی قربانیاں دیتے ہوئے یہ عرض کرتے ہیں کہ انا للہ و انا الیہ راجعون کہ سب کچھ گیا لیکن ہم بھی تو خدا ہی کے ہیں۔ہم بھی چلے جائیں تو کچھ ہاتھ سے دینے والے نہیں ہوں گے۔انا للہ ہم خدا کے تھے اور خدا کے ہیں اور ہم نے بھی تو آخر اسی کے پاس جانا ہے جہاں ہمارا سب کچھ جا رہا ہے۔

پھر ہمیں ایسے لوگوں کی راہ پر چلا جو زمین وآسمان کی تخلیق پر غور کرتے ہیں لیل ونہار کے ادلنے بدلنے کو دیکھتے ہیں،کشتیوں کا سمندروں میں چلنا دیکھتے ہیں،آسمان سے پانی کے نزول کا نظارہ کرتے ہیں،زمین پر جانوروں کے وجود کو چلتے پھرتے اور نرم نرم گھاس کھاتے یا ویسے رزق کی تلاش میں اڑتے یا دوڑتے پھرتے ہوئے یا سمندر میں تیرتے ہوئے دیکھتے ہیں اور پھر زمین وآسمان کے درمیان مسخر بادلوں پر غور کرتے ہیں اور ان سب باتوں پر غور کے نتیجے میں وہ ہر چیز کو تیری طرف اشارہ کرتے ہوئے پاتے ہیں اور ہر چیز سے یہ پیغام لیتے ہیں کہ ان کا ایک خالق ہے۔ان کا ایک مالک ہے اور وہی راہ ہے جس کی طرف ہر چیز انگلی اٹھا رہی ہے۔پس اب ان سب نظاروں سے اپنے قرب کی راہیں دیکھنے کی ہمیں توفیق عطا فرما۔ہمیں اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرہ:۱۶۶) بنادے ہماری ہر دوسری محبت پر تیری محبت غالب آجائے۔نہ ماں کی ایسی محبت رہے نہ باپ کی ایسی محبت رہے نہ اولاد کی ایسی محبت رہے نہ بیوی کی نہ عزیزوں اور رشتے داروں کی نہ کسی حسین انسان کی،نہ کسی حسین نظارے کی،نہ کسی دنیا کی نعمت کی،نہ کسی علمی فضیلت کی ہر دوسری محبت سے تیری محبت بڑھ جائے۔

اے خدا ہمیں حلال طیب رزق عطا فرما،اور ان لوگوں کے رستوں پر چلا جو غیر حلال رزق حاصل کر سکتے تھے لیکن نہیں کیا اور تجھ سے دعا مانگتے ہوئے حلال رزق کی وسعت کی دعا مانگی اور حلال

رزق پر ہی قانع رہے اوران لوگوں کے رستے پر چلا جنہوں نے شیطان کی پیروی سے انکار کر دیا اور پھر ان لوگوں کے رستے پر چلا جنہوں نے جب مجھے آواز دی کہ اے خدا تو کہاں ہے تو نے تو ہر آواز کے مقابل پر یہ جواب دیا اِنِّیْ قَرِیْبٌ، اِنِّیْ قَرِیْبٌ اے میرے پکارنے والے بندے میں تیرے قریب ہوں۔ میں تیرے قریب ہوں۔

اے خدا! ہمیں مناسک حج اور عمرہ ادا کرنے والوں کی راہ پر چلا اے خدا! ہمیں ان لوگوں کی راہ پر چلا جنہوں نے اپنی زندگی کا راز راہ تقویٰ بنالیا اور خواہ ان کے پاس کچھ اور نہیں تھا۔ انہوں نے ہمیشہ اس یقین کے ساتھ تیری راہ میں قدم آگے بڑھائے کہ سب سے زیادہ جس زادراہ کی ضرورت پیش آسکتی تھی وہ تقویٰ ہے۔ چنانچہ تقویٰ سے انہوں نے دامن بھرلیا اور خالی ہاتھ تیری راہ میں سفر اختیار نہیں کیا۔

اے خدا! ہمیں ان لوگوں کی راہ پر چلا کہ جب وہ تیری راہ میں لوگوں کو جانیں دیتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ان کو مردہ نہیں کہتے بلکہ وہ یقین کرتے ہیں کہ وہ زندہ جاوید ہوگئے۔ اے خدا! ہمیں ان لوگوں کے رستہ پر چلا جنہیں تیری خاطر دکھ دیئے جاتے ہیں ان کے اموال چھینے جاتے ہیں۔ ان کی جانیں تلف کی جاتی ہیں خوف اور بھوک ان پر مسلط کی جاتی ہے لیکن وہ تیری راہوں کے مسافر صبر کے ساتھ **انا للہ وانا الیہ راجعون** کہتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھتے ہیں۔ تو ان پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتا ہے اور انہیں ہی سچے اور ہدایت یافتہ قرار دیتا ہے۔

اے خدا! ہمیں ان لوگوں کے راستے پر چلا جنہوں نے زخم پر زخم کھائے لیکن اس کے باوجود تیری اور تیرے رسول کی ہر آواز پر لبیک کہا۔ زخموں سے چور ہونے کے باوجود جب ان کے کانوں میں تیری یا تیرے رسول کی آواز پڑی تو لبیک کہتے ہوئے وہ اس کی طرف لپکے اور ان میں سے وہ خوش نصیب جنہوں نے اپنے اعمال کو کئی طرح سے زینت دی اور تیرا تقویٰ اختیار کیا اور تیری بارگاہ میں عظیم اجر کے لائق ٹھہرے۔

یہ واقعات ہیں جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ یہ کوئی افسانے اور قصے نہیں ہیں۔ پس جب ہم کہتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں ان لوگوں کے رستے پر چلا جن پر تو نے انعام کیا تو یہ سارے واقعات ایک فلم کی طرح ہمارے ذہن میں گھومنے چاہئیں اور وہ شخص جو قرآن کریم کا مطالعہ کرتا ہے

اس کے ذہن میں گھومتے ہیں یہ نہیں کہ ہر دفعہ جب ہم اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ۬ کہتے ہیں تو سارے واقعات اچانک گھوم جاتے ہیں لیکن مختلف کیفیات میں مختلف حالتوں میں کوئی نہ کوئی ایسا واقعہ ضرور ہے جو ان حالتوں سے تعلق رکھتا ہے اور ان پر چسپاں ہوتا ہے اس وقت کی دعا کے وقت وہ واقعۃً نظر کے سامنے ابھرنا چاہئے اور ہر چیز کے پیچھے ایک تاریخ ہے پس جب یہ فرمایا گیا کہ وہ لوگ زخمی ہونے کے باوجود تیری آواز پر لبیک کہتے ہیں تو ایک ایسا ہی واقعہ جنگ احد کے وقت گزرا ہے وہ ایسا واقعہ ہے جس کی تاریخ میں شاید کوئی مثال دکھائی نہ دے۔ آنحضرت ﷺ کے ایک عاشق صحابی (حضرت سعد بن ربیعؓ) جب ایک عرصے تک دکھائی نہیں دیئے اور آپ ان کے دل کی کیفیت سے باخبر تھے تو آپ نے کسی سے کہا کہ تلاش کرو اور دیکھو کہ کہاں ہے؟ اس نے آوازیں دیں، اس نے تلاش کیا لیکن کوئی جواب نہیں پایا آخر جب اس نے یہ آواز دی کہ خدا کا رسولؐ تجھے بلا رہا ہے تو زخمیوں اور لاشوں کے ڈھیر کے نیچے سے ایک کراہتی ہوئی آواز اٹھی۔ میں حاضر ہوں، میں یہاں ہوں، وہ جو پہلے اتنی طاقت نہیں رکھتا تھا کہ جواب دے سکتا جب اس کے کان میں یہ آواز پڑی کہ محمد رسول اللہ ﷺ مجھے تلاش کر رہے ہیں اور ان کے کہنے پر میں آیا ہوں تو خدا جانے کہاں سے اس نے وہ طاقت اکٹھی کر لی اور لبیک لبیک کی آواز اٹھی۔ تب اس نے یہ عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ آخری سانس آنحضرت ﷺ کے قدموں میں لوں۔ مجھے وہاں تک پہنچا دو۔ پس اس حالت میں اس نے جان دی کہ اس کا سر محمد رسول اللہ ﷺ کے مقدس قدموں میں پڑا ہوا تھا۔

پس قرآن کریم جن راہوں کو انعام پانے والوں کی راہیں قرار دیتا ہے یہ کوئی افسانوی راہیں نہیں ہیں۔ یہ تاریخی حقیقتوں سے تعلق رکھنے والی راہیں ہیں۔ ان راہوں پر خدا کے پاک بندے چلے ہیں اور ان کے ذکر سے قرآن کریم منور ہے۔ پس جب ہم یہ دعا مانگتے ہیں تو ذہن میں ایسے وجودوں اور ایسی قربانی کرنے والوں کے تصورات بھی زندہ ہونے چاہئیں۔ یہ قربانی کرنے والوں کے تصورات ہیں جو ہماری دعاؤں کو زندہ کریں گے ان سے خالی دعائیں خالی رہیں گی۔ ذکر کے ساتھ ذکر میں جان پڑتی ہے۔ پس اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ کی دعا کے ساتھ ان تمام پاک بندوں کا ذکر ہمارے ذہن میں گردش کرنا چاہئے ہمارے قلوب میں اس ذکر کے ساتھ ایک

تازگی پیدا ہونی چاہئے ایک جان پڑنی چاہئے۔ ہلچل برپا ہونی چاہئے اور ان تصورات کے ساتھ اپنی دعاؤں کو باندھ کر ہم خدا کے حضور پیش کریں گے تو یہ دعائیں قبولیت کا مقام حاصل کریں گی اور بعض ایسی کیفیات ان میں شامل ہو جائیں گی جن کو خدا کبھی رد نہیں کرسکتا۔ اس کی رحمت سے بعید ہے کہ ان کیفیات والی دعاؤں کو وہ رد فرمادے۔

یہ مضمون تو بہت وسیع ہے اور اگر چہ میں نے چند آیات پر بناء کرتے ہوئے اس مضمون کو اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی دعا سے باندھ کر نمونۃً آپ کے سامنے پیش کرنے کا فیصلہ کیا تھا لیکن ابھی چند صفحے ہی گزرے ہیں کہ میں دیکھ رہا ہوں وقت بہت آگے گزر چکا ہے۔ اس لئے انشاء اللہ اب آئندہ خطبے میں بعض ایسی دعائیں آپ کے سامنے رکھوں گا جو ان راہوں پر چلنے والوں نے مانگیں اور مشکل کے وقت میں مانگیں یا خاص کیفیات کے ساتھ مانگیں اور وہ چونکہ جمعۃ الوداع ہوگا اس لئے اس وقت ان دعاؤں کا اس جمعہ کے ساتھ ایک خاص گہرا تعلق ہوگا تو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جمعہ میں بھی یہی مضمون جاری رہے گا کہ جب ہم کہتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں انعام پانے والے لوگوں کی راہ پر چلا تو خدا سے کیا مانگتے ہیں اور یہ مانگتے ہوئے ہمیں کس کیفیت سے مانگنا چاہئے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان سے بھر پور استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے کمزوروں کو بھی اور ہمارے طاقتوروں کو بھی ہم میں سے ہر ایک شخص کو اس مقام سے آگے بڑھا دے جس مقام پر وہ اس رمضان سے پہلے تھا۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین